جاوید، حاجی محمد یونس، چوہدری محمد امین، عابد الرحمٰن، حافظ عبدالرحمٰن عتیق، ڈاکٹر محمد صدیق الحسن، مولانا محمد بشیر سیالکوٹی، مولانا محمد حنیف............ودیگر۔

فیصل آباد سے: مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا طیب معاذ، مولانا نجیب اللہ طارق، حافظ مسعود عالم، پیر محمد یعقوب قریشی، حافظ محمد شریف، مولانا عبداللہ امین، مولانا محمد زکریا و دیگر

منڈی بہاالدین سے: قاری عبدالمجید، رانا عبدالغفار، نذیر احمد سلفی، قاری سرفراز صفدر، سید ظفر علی شاہ، مولانا سید ثناء اللہ، قاری گل شیر، مولانا عبدالغنی، مولانا عبدالوہاب عابد، محمد شفیع صابر، مولانا طارق یزدانی، مولانا محمد یحییٰ، مولانا الطاف حسین شاہ، مولانا عبدالواحد سلفی، قاری نذیر احمد، عبدالرحمٰن شاہ، سید شبیر حسین، قاری اسد اللہ، قاری محمد عمر، مولانا محمد اسلم، مولانا عزیز احمد، مولانا بشیر احمد خاکی، محمد احمد ندیم، مولانا محمد عبداللہ....... ودیگر۔

شیخوپورہ سے: حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، مولانا محمد حسین شیخوپوری، قاری عبدالحفیظ شیخوپوری، حافظ شفیق الرحمٰن یزدانی، مولانا عطاء الرحمٰن شیخوپوری، حافظ عبدالرزاق سعیدی، مولانا یحییٰ خلیق فاروق آبادی، مولانا محمد شمشاد سلفی، مولانا محمد رفیق طاہر، قاری محمد اصغر، مولانا عبدالباسط شیخوپوری .... ودیگر۔

سیالکوٹ سے: حافظ شاہد امین، حافظ عبدالغفار سیالکوٹی، مولانا محمد حیات محمدی، مولانا منیر احمد، مولانا محمد یحییٰ گوندلوی، مولانا محمد حنیف .... ودیگر۔

چکوال/سرگودھا/خوشاب سے: سید سبطین شاہ، مولانا محمد ابراہیم، حافظ محمد قمر، حافظ یحییٰ، مولانا محمود الحسن غضنفر، مولانا سجاد الرحمٰن، مولانا الطاف الرحمٰن، مولانا حبیب اللہ، مولانا سیف اللہ، حافظ وسیم احمد ودیگر

میرپور آزاد کشمیر سے: مولانا عبدالصمد میرپوری، سید عبدالخالق شاہ، مولانا محمد اشرف اوکاڑوی، مولانا قاری محمد اعظم، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالغفار......... ودیگر۔

ساہیوال/اوکاڑہ/قصور سے: مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی، مولانا احمد یار صدیقی، مولانا عبداللہ یوسف، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، قاری محمد صادق رحمانی، مولانا محمود عباس، سید محمد شاہ، ڈاکٹر اکرام الحق، مولانا عبدالحفیظ، مولانا اکبر سلیم، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد حنیف قریشی، مولانا ثناء اللہ، ماسٹر اشفاق احمد، حکیم عبدالخالق، مولانا محمد اسلم ....ودیگر۔

متفرق مقامات سے: پروفیسر عبدالمجید (ملتان)، مولانا محمد عبداللہ (ہری پور)، مولانا مسعود الرحمٰن جانباز (مانسہرہ)، مولانا عبدالرحمٰن شاہین (ملتان)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل کی توفیق ارزانی سے نوازے۔ ادارہ جہاں مرحوم کی بلندی درجات کیلئے دعاگو ہے وہاں ان کے برادران گرامی حافظ عبدالحمید عامر، حافظ احمد حقیق، قاری عبدالرشید، حافظ عبدالرؤف اور مرحوم کے صاحبزادے مولانا خالد مدنی کے علاوہ جملہ متعلقین کے غم میں شریک ہے۔ (ادارہ)

علامۂ دوراں محمد مدنی رفتہ از جہاں
مغموم دنیا گشتہ و نالید بزم آسماں

تحریر: جناب غلام سرور قریشی عباس پورہ جہلم

علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ اس دارِفانی سے، عالمِ باقی کو رہسپار ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔
ابنائے روزگار کا ایک دستور ہے کہ موت کو''ناوقت'' کہہ دیتے ہیں مگر... یہ ہمیشہ وقت پر آتی ہے۔اس کا وقت تو دفترِ قضاء وقدر میں ہمیشہ سے طے ہے۔پھر اسے''ناوقت'' کہنا ہماری نادانی ہے۔علاوہ ازیں یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی کی موت کو خوشدلی سے قبول کرلیا جائے۔یہ حادثۂ فاجعہ ہمیشہ ہی رنج والم کا باعث ہوتا ہے اور اپنے پیچھے سوگوار چھوڑ جاتا ہے۔اکمل وافضل البشر ﷺ جیسی ذات ستودہ صفات کو رُلا دیتا ہے۔اسی طرح علامہ محمد مدنیؒ کی وفات، ایک عالم کو رُلا گئی۔عالم کی موت پوری دنیا کی موت، ان معنے میں ہے کہ اس کی ذات مینارۂ نور ہوتی ہے۔وہ دنیا میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعے عوام الناس کو راہِ ہدایت دکھاتا اور انہیں جنت کی راہ پر چلاتا ہے۔علم حیات اور جہالت موت ہے۔اس کے مرنے سے بے شمار انسان اس کی تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔اس کے فیضِ تبلیغ سے بہرہ مند ہونے سے رہ جاتے ہیں۔اس کی موت ایک نقصانِ عظیم ہے اس لئے اسے ایک عالم (جہاں) کی موت کہا گیا۔موت ہر کسی کی آلِم (تکلیف دہ) ہوتی ہے مگر عالِم کی موت صرف رنج وغم کا باعث ہی نہیں ہوتی بلکہ اپنے پیچھے ایک خلاء چھوڑ جاتی ہے۔

علامہ مرحوم اپنے پیچھے واقعی ایک خلاء چھوڑ گئے ہیں۔جامعہ اُثریہ، اس کے ماتحت ادارے اور اس سے ملحق ومنسلک مساجد اور تعلیمی ادارے مدتوں ان کی کمی محسوس کرتے رہیں گے۔ان کی انتظامی صلاحیت اپنی مثال آپ تھی۔وہ بیک وقت کئی میدانوں میں کام کرتے تھے، وہ امام تھے، خطیب تھے، مدرس تھے مبلغ تھے اور رئیس الجامعہ تھے۔وہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر اور بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے۔سعودی عرب، کویت، قطر، شارجہ، فجیرہ، دبئی اور کئی دیگر اسلامی ممالک کے حکمرانوں اور حکمران خاندانوں سے ذاتی روابط رکھتے تھے۔ان کی عربی دانی اور اس کے بولنے میں روانی اہلِ عرب کے ہاں بڑی ہی قابل قدر تھی۔وہ عجمی ہوکر عربوں جیسی عربی بولتے اور اہلِ علم میں ادب واحترام پاتے۔

جامعہ اثریہ جہلم ... ان کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ انہوں نے اس کے انتظام و انصرام کو نہایت احسن طریقے پر چلایا۔ اس کے تعلیمی معیار کو قابلِ رشک بلندی تک پہنچایا۔ ان کا کمال یہ تھا کہ انہوں نے جامعہ کو گداگر نہیں بننے دیا۔ یہ تو وہی جانتے تھے کہ جامعہ کا بھاری بھر کم بجٹ کہاں سے پورا کرتے لیکن ان کا کوئی سفیر چندہ مانگنے دوسرے شہروں میں کبھی نہیں گیا۔

وہ جامعہ میں اپنے والد گرامی حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحبؒ کے جانشین تھے۔ مسندِ تدریس کی زینت اور منبر رسولؐ کے نہایت ہی موزوں وارث تھے، کتاب اللہ کے ماہر اور حدیثِ رسولؐ کے شارح تھے۔ خطاب ان کا مدلل اور کتاب و سنت کے حوالوں سے مزین ہوتا۔ اپنے کلام میں اشعار کا استعمال نہ فرماتے۔ ہر بات قطعیت کے ساتھ کرتے۔ من گھڑت، موضوع بے سروپا اور بے سند روایات سے طبعاً نفرت کرتے۔ وہ مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر آئے، ان کے جبہ علمی پر یہ تمغہ خوب سجتا۔

علامہ موصوف اپنے سلک کی توسیع و اشاعت میں تاریخی کارنامے سرانجام دے گئے۔ ہزارہا لوگوں کو قرآن و حدیث کی آواز کا شیدائی بنا گئے ہیں جو قصے کہانیاں اور قوالیاں سننے کے عادی تھے۔ جامعہ اثریہ سے فارغ ہونے والے ہزاروں طلبا پاکستان، افریقہ، انڈونیشیا، ملائشیا، تھائی لینڈ، فلپائن، مراکش، اردن، فلسطین، سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، تیونس، الجزائر، لبنان اور افغانستان میں کتاب و سنت کا نور ہدایت پھیلا رہے ہیں۔

اللہ باری تعالیٰ نے مولانا مرحوم سے اپنے دین کا جتنا کام لینا تھا لے لیا۔ موصوف اتنے وسیع و وقیع جامعہ کے رئیس تھے۔ میرے اندازے کے مطابق جامعہ اور اس کے ذیلی اداروں اور مساجد کا سالانہ بجٹ کئی لاکھ روپے ہوگا۔ وہ خطیر مالی وسائل میں متصرف و مدبر تھے۔ لیکن ان کی اپنی ذات فقر و غنا کا نمونہ تھی۔ وہ کار میں ضرور سفر کرتے تھے کیونکہ جامعات کے انتظام، جمعیت اہل حدیث کے تبلیغی اور انتظامی معاملات کے سلسلے میں اکثر پا بہ سفر رہتے۔ جامعہ کی حدود میں ہوتے تو تہبند اور کرتا ہی استعمال فرماتے۔ وہ جامعہ سے تنخواہ وصول نہ کرتے بلکہ اپنی نصف تنخواہ جامعہ کو دے دیتے۔ ان کے مداح اور عقیدت مند، جہلم کے علاوہ ملک کے طول و عرض میں موجود ہیں۔ بلکہ عرب ریاستوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ بیرونی ممالک کا دورہ ان کی زندگی کا حصہ تھا۔ مرض الموت کے ابتدائی ایام میں بھی اپنے عقیدت مندوں کے اصرار پر دورہ کر آئے۔ مرکزی جامع مسجد چوک اہل حدیث جہلم شہر میں ان کا خطبہ شائقین اور سامعین کیلئے روح پرور